# حجاب سامی ادیان میں

گروہ مولفین : مہرانہ درزی، محمد جعفری ہرندی، محمد صادق موسوی

مترجم : مولانا ڈاکٹر سید رضوان حیدر رضوی

**مقدمہ**

ابتدائے خلقت سے ہی جسم کا چھپانا انسان کی اولین ضروریات میں شمار ہوتا رہا ہے اور وقت گزرنے اور انسان کے بدویت سے نکل کر تمدن میں آنے کے ساتھ ہی اس کی ساخت وساز میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور انسان کی دوسری ضرورتوں کے ساتھ اس میں بھی ترقیاں ہوتی رہی ہیں یہاں تک کہ یہ لباس نہ صرف یہ کہ ممالک کے شرائط و حالات کے اعتبار سے بدلتا رہا بلکہ انسانی تمدن کی ترقی اور ان کے آداب ورسوم کی تبدیلی کے اعتبار سے بھی مختلف شکلیں اختیار کرتا رہا۔

اقتصادی، اجتماعی اور آپسی روابط بھی اس کے گوناگوں ہونے میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کہ مسئلہ حجاب اسلام کے اہم مسائل میں سے ایک ہے اور آیات و روایات میں بار بار اس کا تذکرہ ہوا ہے اور قرآن مجید نے بھی خواتین کے لئے اس کے واجب ہونے کی تاکید کی ہے لیکن پھر بھی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم سماج میں بہت سی خواتین کو دیکھتے ہیں کہ حجاب کے مسئلہ میں کوتاہی کرتی ہیں اور جس طرح سے اسلامی حجاب کی رعایت کرنی چاہئے رعایت نہیں کرتی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہونے والی تحقیقات خواتین میں بدحجابی کے بہت سے اسباب و علل کی تائید کرتی ہیں۔ والدین میں مذہبی اعتقاد اور اعمال کی کمی ، خواہشات کی پیروی اور آخر کار انسان کے اقتصادی حالات مسئلہ حجاب کی رعایت نہ کرنے کے اہم موثر اسباب ہو سکتے ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ حجاب اسلام کے ضروری احکام میں سے ایک ہے اور خداوند عالم نے عورت کے بلند مقام کو اہمیت دینے کے لئے اس پر حجاب کو واجب قرار دیا ہے تاکہ وہ پاکدامنی و تقوی کے سایہ میں قرب الٰہی کے مقام کو حاصل کر سکے (قرائتی۔ ۱۳۸۳۔ ص ۲۱۳،۷ ۳)

لفظ حجاب، پہننے کے معنی میں بھی ہے اور پردہ و حاجب کے معنی میں بھی۔ جبکہ زیادہ تر اس کا استعمال پردہ کے لئے ہوتا ہے۔اس لفظ میں پہننے کا مفہوم اس لئے حاصل ہوتا ہے کہ پردہ بھی پہننے کے ذریعہ ہوتا ہے اور شاید یہ کہا جاسکتا ہے کہ اصل لغت کے حساب سے ہر پہناوا حجاب نہیں ہے بلکہ وہ پہناوا حجاب کہلائے گا جو پردہ کا عنوان رکھتا ہو۔

حجاب اسلامی پردہ ہے اور اسلامی پردہ کا مطلب قرآن و احادیث کی رو سے یہ ہے کہ ”خواتین نامحرموں کے سامنے اپنے جسم کو چھپائیں اور خودنمائی و جلوہ گری سے پرہیز کریں“۔

خداوند عالم نے سورہ احزاب میں حجاب کے متعلق تین حکم دیا ہے جو حجاب کی مختلف اقسام کو واضح کرتا ہے جن میں سے دو حکم سب سے پہلے حضور کریم کے گھرانہ سے متعلق ہے اور پھر اگلے مرحلہ میں سماج مومنہ عورتوں سے خطاب ہے۔

یاد رہے کہ حجاب اسلامی صرف جسم اور سر کے بالوں کو چھپانے کا نام نہیں ہے بلکہ نگاہ کا پردہ، دل کا پردہ، سننے کا پردہ، گفتگو کا پردہ بھی اس حکم میں داخل ہے۔

”اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ مَسۡـُٔوۡلًا“ (اسراء، آیت ۳۶)

دوسرے لفظوں میں پردہ یعنی ہر اس چیز کو چھپانا جو جنس مخالف یا خود انسان کے لئے محرک ہو لہٰذا پردہ جسم، بال، خوشبو اور آواز سب کو شامل ہے۔ پس اگر ایک عورت خوشبو لگا کر نامحرم کے سامنے آتی ہے یا ناز و ادا کے ساتھ نامحرم مرد سے باتیں کرتی ہے یا نامحرم کے بدن کو کسی طرح بھی مس کرنے سے پرہیز نہیں کرتی تو وہ بد حجاب یا بد عفت کہلائے گی۔اس سلسلہ میں خداوند عالم نے سورہ نور کی آیت ۳۰،۳۱ اور ۶۰ میں اور اسی طرح سورہ احزاب کی آیت ۳۲، ۳۳، ۵۳، ۵۹ میں حجاب اور پردہ کے لازم ہونے کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت کا پردہ دین اسلام کی ضروریات میں سے ہے اور روایات میں بھی نامحرم کے سامنے جسم جھلکنے والا باریک کپڑا پہننا، میک اپ کرکے اور خوشبو لگاکے گھر سے باہر نکلنا، عورت و مرد کا اس

طرح اجتماع کرنا جس سے فساد پھیلے، نامحرم سے ہاتھ ملانا اور مصافحہ کرنا یا جنس مخالف کی شبیہ بننا ان سب کو منع کیا گیا ہے اور مردوں کو بھی تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنی عورتوں اور لڑکیوں کی پاکدامنی کا خیال رکھیں اور یہ کہ وہ بھی نامحرم عورتوں کی ٹوہ میں نہ رہیں، اپنے دامن کو پاک رکھیں اور آنکھ مچولیوں سے پرہیز کریں۔

سعودی علماء نے حجاب اسلامی کا جو مطلب سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ عورتیں اپنے پورے جسم کو حتی کہ چہرے اور ہاتھ کو بھی چھپائیں اور سعودی کی مذہبی پولیس اس طرح کے حجاب کی مسلسل سختی کرتی رہتی ہے اسی لئے وہ عورتیں جو منظر عام پر اپنا چہرہ نہیں چھپاتیں انھیں کوڑوں اور قید و بند کی سزا دی جاتی ہے۔ حجاب کے مسئلہ میں یہ حنبلی مسلک کی سختیاں سعودی خواتین کو محدود کرتی ہیں۔ جبکہ سعودی حکومت نے پردہ کی رعایت کو دو شہروں جدہ اور ریاض میں آزاد قرار دیا ہے۔ تمام ان لڑکیوں کو جو بالغ ہیں انھین چہرہ اور بالوں کو چھپانا لازمی ہے اور سعودی کے مدارس تمام دس سال سے اوپر کی لڑکیوں کو نقاب پہننے پر مجبور کرتے ہیں۔

سورہ احزاب کی آیت ۵۹ میں جو لفظ جلباب کا استعمال ہوا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں مفسرین اور اہل لغت نے چند معانی ذکر کئے ہیں:

ا۔ چادر۔ یعنی وہ بڑا کپڑا جو سر و سینہ اور گردن کو چھپا لیتا ہے

۲۔ مقنعہ۔ اسکارف

۳۔ ڈھیلا کپڑا

اگر چہ یہ تمام معانی ایک دوسرے سے الگ ہیں لیکن ان میں ایک چیز جو مشترک ہے وہ یہ کہ ان کے ذریعہ بدن کو چھپایا جاتا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جلباب سے مراد وہ پہناوا ہے جو اسکارف سے بڑا اور چادر سے چھوٹا ہے اور لسان العرب نے بھی اسی معنی کو لیا ہے۔

آیت کے الفاظ اس طرح ہیں :

"یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِن جَلَابِیبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِیمًا"

یہاں یدنین (قریب کریں) سے مراد یہ ہے کہ خواتین اپنے جلباب کو اپنے بدن سے قریب رکھیں تا کہ وہ انہیں محفوظ کر لے ،نہ یہ کہ اس کو آزاد چھوڑ دیں تا کہ وہ کبھی کبھی جسم سے ہٹ جائے اور جسم کھل جائے یا یوں کہا جائے کہ وہ اپنے لباس کا خیال رکھیں۔ (مکارم شیرازی، تفسیر آیت ۵۹ (از سورہ احزاب)

وہ لوگ جو رسول اسلامؐ اور ان کے خانوادہ کو تکلیف پہنچانے والے تھے انھیں اس کام سے منع کرنے کے لئے یہاں پر دو طریقوں کو اختیار کیا گیا ہے:

آیت کے پہلے حصے میں ارشاد ہوتا ہے: اے رسول! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے جلباب (اسکارف) کو اپنے اوپر ڈالے رکھیں تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں کوئی اذیت نہ پہنچائے یہ ان کے لئے بہتر ہے۔اور اگر اب تک ان سے کوئی خطا ہوئی ہو تو وہ توبہ کریں۔

مقصد یہ ہے کہ مسلمان عورتیں حجاب پہننے میں لاپرواہی نہ کریں اور ان کا پردہ عام عورتوں کی طرح نہ ہو جائے جو بعض اوقات حجاب پہننے کے باوجود اس طرح ہو جاتی ہیں کہ ان کے جسم کا بعض حصہ ظاہر ہو جاتا ہے جس سے بیہودے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

چونکہ آیت کے نزول نے بعض مومن عورتوں کو اپنے پچھلے اعمال کی وجہ سے پریشان کر دیا اس لئے آیت کے آخر میں ارشاد ہوتا ہے کہ خداوند عالم مسلسل معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے: وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِیمًا، کہ اگر اب تم میں سے کسی نے اس امر میں کوتاہی نہیں کی جو بلا شبہ نادانی کی وجہ سے تھی تو خداوند عالم تمہیں معاف کر دے گا۔توبہ کرو اور اس کی طرف پلٹ جاؤ اور عفت و حجاب کی ذمہ داری کو انجام دو (طبرسی، ۱۳۸۰ تفسیر آیت ۵۹ ،از سورہ احزاب)

روایات میں بھی عورت پر حجاب کے نفسیاتی اثرات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کو اپنی وصیت میں فرمایا: "اُکْفُفْ عَلَیْهِنَّ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ بِحِجَابِكَ اِیَّاهُنَّ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحِجَابِ اَبْقَىٰ عَلَیْهِنَّ" (نہج البلاغہ، ۱۳۸۶، نامہ ۳۱)

عورتوں کو پردہ میں رکھو تاکہ وہ نامحرموں کو نہ دیکھیں اس لئے کہ پردہ میں سختی ان کی سلامتی و استقامت کا سبب ہے۔

## ادیان الٰہی میں عورتوں کا پردہ

الٰہی ادیان میں غور و فکر انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ "عفاف و حجاب" اور اس کا تحفظ کا مسئلہ ہر زمانہ میں اور ہر نبی کے دور میں خداوند عالم کی جانب سے اہمیت و تاکید کا حامل رہا ہے۔ زرتشت، یہود، عیسائیت اور اسلام کے قوانین میں عورتوں کے لئے حجاب واجب رہا ہے۔ مقدس مذہبی کتابیں، دینی احکام، آداب و رسوم اور ان ادیان کے ماننے والوں کی عملی سیرت، خاص طور سے زرتشت، عیسائیت اور یہودیت میں حجاب کا مسئلہ اور اس کی رعایت کی تاکید کا ذکر ہے۔ (قرائتی، مجموعہ فیشہائے تبلیغی، ص ۳۔ ۴)

جناب ابراہیمؑ اور جناب نوحؑ کے مقدس قوانین میں حجاب کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ کتاب توریت میں اس طرح بیان ہوا ہے: " رفقہ نے آنکھیں اٹھائیں اور اسحاق کو دیکھا اور اپنے اونٹ سے اتر آئیں اس لئے کہ اس نے اپنے خادم سے پوچھا کہ یہ مرد کون ہے جو صحرا میں ہمارے استقبال کے لئے آ رہا ہے؟ خادم نے کہا: میرے آقا ہیں۔ پس اس نے برقعہ اوڑھ لیا اور خود کو چھپا لیا" ( سفر پیدائش، باب ۲۴، آیت، ۶۴، ۶۵)۔ اس بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جناب ابراہیمؑ کے مذہب میں بھی عورت کو نامحرم کے سامنے پردہ کرنا ضروری تھا اس لئے کہ " رفقہ " نے جو اسحاق کے لئے نامحرم تھیں اونٹ سے اتریں اور ان سے پردہ کیا تاکہ ان کی نظر ان پر نہ پڑے۔

## حجاب ہندو مذہب میں

جو بات مسلم ہے وہ یہ کہ ہندوستانی پردہ بھی قدیم ایران کی طرح بہت سخت تھا۔ تاریخ تمدن جلد دوم میں ویل ڈورانٹ کے بقول ہندوستان میں ایرانی مسلمانوں کے ذریعہ حجاب کا رواج ہوا۔ نہرو کہتے ہیں: " بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ ناپسند رسم آہستہ آہستہ اسلامی سماج کے خصوصیات میں سے ہو گئی اور جب مسلمان ہندوستان آئے تو یہاں کے لوگوں نے بھی اس کو سیکھ لیا" نہرو کا ماننا ہے کہ ہندوستانی پردہ مسلمانوں کے ذریعہ ہندوستان میں آیا، لیکن اگر ہم اس بات کو مان لیں کہ حجاب ریاضت کی طرف میلان اور ترک لذات کی وجہ

سے وجود میں آیا ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ ہندوستان نے بہت پہلے حجاب کو اختیار کر لیا تھا اس لئے کہ ہندوستان ریاضت اور لذات کو برا ماننے کا بہت قدیم مرکز رہا ہے۔ ( شہید مطہری، بی تا۔ ص، ۱۲)

### حجاب مذہب زرتشت سے پہلے

سب سے پہلے جن لوگوں نے ایران میں قدم رکھا وہ آریائی لوگ تھے۔ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین ایران کی عورتیں میڈیس کے زمانہ سے ہی مکمل حجاب کرتی تھیں اور بلند پیراہن، ٹخنوں تک شلوار اور کپڑوں کے اوپر سے بڑی چادر بھی اوڑھتی تھیں۔ (ضیا پور۔۱۳۴۷۔ ص، ۱۷، ۲۶) اور حجاب کا یہ طریقہ پارسیوں کے مختلف ادوار میں بھی رائج تھا۔ لہٰذا زرتشت کی بعثت اور اس سے پہلے اور بعد میں بھی ایرانی عورتیں مکمل حجاب کرتی تھیں۔ عہد عتیق میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ " حکم دیا کہ وشتیؔ ملکہ کو شاہانہ تاب کے ساتھ بادشاہ کے سامنے لایا جائے تا کہ اس کی خوبصورتی سرداروں اور لوگوں کو دکھائی جائے اس لئے کہ وہ بہت خوبصورت تھی لیکن وشتیؔ نے اس کو قبول نہیں کیا۔ (عہد عتیق۔ کتاب اِستَر، باب اول آیت، ۱۰)

### حجاب نبوت زرتشت کے بعد

ساسانیوں کے بعد کہ جو زرتشت کی نبوت کے بعد تھے چادر کے علاوہ اشراف کی عورتوں میں چہرہ کا چھپانا بھی رائج تھا۔ مذہب زرتشت کی تاریخ جو اسلام سے ۱۳۰۰ سے ۲۳۰۰ سال پہلے کی ہے یہ اچھی فکر، اچھی بات اور اچھے کردار کا مذہب ہے اس لئے وہ انسانوں کو پاکیزگی اور پاک دامنی کی دعوت دیتا ہے۔ قدیم ایران کی تصاویر اور کندہ کاریوں میں عورتوں کی تصویر بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ اگرچہ عورتیں گھر کی ذمہ دار مدیر اور مدبر ہوا کرتی تھیں لیکن ان کا احترام ان کے پوشیدہ رہنے میں تھا تا کہ ان کی پاکدامنی محفوظ رہے اور وہ ہر طرح کی آفت سے محفوظ رہیں۔ ( موسوی۔۱۳۸۵۔ ص ۳۹)

### یہودی مذہب میں حجاب

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہودی مذہب میں حجاب کی بنیاد توریت کی آیتیں ہیں جو حجاب کی تاکید کرتی ہیں۔ ان آیات میں چادر اور برقعہ جیسے الفاظ کا استعمال یہودی عورتوں کے حجاب کی کیفیت کو واضح کرتا ہے۔ کتاب توریت مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کی شبیہ بننے سے منع کرتے ہوئے بیان کرتی ہے: " مرد کی

چیزیں عورت پر نہ ہوں اور مرد عورت کا لباس نہ پہنے اس لئے کہ وہ تمہارے خدا کو ناپسند ہے" (توریت، سفر تثنیہ، باب ۲۲ فقرہ )۔

## عیسائی مذہب میں حجاب

عیسائیت نے حجاب کے مسئلہ میں یہودی شریعت کے احکام میں تبدیلی نہیں کی اس لئے کہ حضرت عیسی نے فرمایا: " یہ نہ سمجھنا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ توریت اور پیغمبروں کی تحریروں کو منسوخ کروں بلکہ اس لئے آیا ہوں تا کہ ان کو نافذ اور رائج کروں" ( عہد جدید، انجیل متی، باب ۷۰)۔

انجیل نے متعدد مواقع پر حجاب کی تاکید کی ہے اور اپنے پیروکاروں کو پاکیزگی اور پاک دامنی کی طرف دعوت دی ہے۔ انجیل ہی میں ہم پڑھتے ہیں کہ " اسی طرح بوڑھی عورتیں اپنے کردار میں صاحب تقوی ہوں اور نہ غیبت کریں، نہ شراب پئیں بلکہ اچھی تعلیمات کی معلمات بنیں تا کہ جوان لڑکیوں کو سکھائیں کہ وہ شوہروں کو دوست رکھیں اور اپنے بچوں سے پیار کریں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے کردار کی وجہ سے کلام الٰہی متہم ہو جائے" ( انجیل، رسالہ پولس بہ تیتوس، باب دوم، فقرہ ،۱-۶)۔

مفردات میں راغب کا کہنا ہے کہ :" عفت ایک ایسی نفسانی کیفیت ہے جو انسان پر شہوت کے غالب ہونے سے مانع ہوتی ہے اور عفیف (پاکدامن) انسان وہ ہے جو مسلسل کوششوں کے ذریعہ شہوت پر قابو پالے" (راغب اصفہانی، ۱۳۹۰، جلد ۲، ص، ۱۶۴)۔

## حجاب اور عفت میں فرق

عفت کے معنی ہیں پاک دامنی، تقوی، حیاء اور اندرونی خوف۔ اور حجاب اسی کا ظاہری اثر ہے۔ جس قدر بھی اندرونی عفت زیادہ ہوگی اتنا ہی ظاہری حجاب کامل تر اور بہتر ہوگا۔

## حیاء اور عفت میں فرق

اما محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: حیاء اور ایمان ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اسی طرح جیسے دو چیزیں ایک رسی سے بندھی ہوں یہ دونوں ہونے اور نہ ہونے

میں ایک دوسرے کی تابع ہیں پس اگر ان میں سے ایک چلی جائے تو دوسری بھی رخصت ہو جاتی ہے۔ ”اَلْحَیاءُ وَ الْاِیْمَانُ مَقْرُونَانِ فِی قَرْنٍ فَاِذَا ذَهَبَ اَحَدُهُمَا تَبِعَهُ صَاحِبُهُ “ ( حر عاملی، ۱۴۱۴، جلد ۸، ص ۵۱۶)

عفت ( پاکدامنی ) ایک اخلاقی اصطلاح ہے۔ علمائے اخلاق نے عفاف کو انسان کے مہم ترین اخلاقی فضائل میں شمار کیا ہے اور فلسفیوں نے اس کو حکمت عملی میں مقام دیا ہے۔ملا صدری نے اسفار میں عفاف کی تعریف اس طرح کی ہے: " عفاف ایک ایسا سکریٹری ہے جو اعتدال پسند کاموں کا ذریعہ بنتا ہے نہ وہ پردہ دری کرتا ہے (یعنی ذلیل نہیں کرتا ) اور نہ ہی دلسردی میں مبتلا ہوتا ہے" ( ملا صدری، شرح اسفار، ۱۹۹۹، جلد ۴، ص ۱۱۶)۔

عفت و حیاء ایسی انسانی خصلت ہے جس کی تاریخ بہت قدیم ہے اور تمام دور کے انسانوں نے اس کو قبول کیا ہے اور آسمانی ادیان نے اس کی تاکید کی ہے اسلامی شریعت میں بھی اس کی بہت تاکید ہوئی ہے اور یہی انسانی خصلت حجاب کے اصلی فلسفوں میں سے ایک ہے۔ ( مہریز، ۱۳۸۵، ص ۳۹)۔

خلاصہ یہ کہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام جیسے بڑے الٰہی ادیان میں عورتوں کے لئے حجاب لازم رہا ہے اور ان کی مقدس کتابوں میں اس سلسلہ میں احکام و قوانین بھی بیان کئے گئے ہیں اور ان اقوام کی عملی سیرت بھی اس بات کی بہترین گواہ رہی ہے۔

الٰہی ادیان بالخصوص یہودیت اور عیسائیت میں حجاب کا مسئلہ باکل واضح ہے بلکہ بعض ادیان جیسے یہودیت میں تو یہ مسئلہ اسلام سے زیادہ سخت ہے مگر آج کے دور میں لوگ اس پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ (علیمردی، ۱۳۸۹، ص ۱۳۷، ۱۳۸)

یہودیوں میں حجاب کا مسئلہ اس قدر مشہور ہے کہ مورخین نے بھی اس کی تائید کی ہے یہاں تک کہ بعض مورخین عرب اور ایران جیسی اقوام میں پردہ کے رواج کا سبب یہودیوں سے رابطہ کو بیان کیا ہے اور انھوں نے نہ صرف یہ کہ یہودیوں میں پردہ کے رواج کا ذکر کیا ہے بلکہ اس سلسلہ میں ہونے والی سختیوں کے بارے میں بہت کچھ بیان کیا ہے۔

اگر چہ عربوں میں پردہ کا رواج نہیں تھا اور اسلام نے انھیں پردہ سے آشنا کرایا لیکن غیر عرب اقوام میں شدید پردہ پایا جاتا تھا۔ایران میں اور یہودیوں اور ان اقوام میں جو یہودیوں کی پیروی کرتی تھیں ان کے درمیان پردہ اس سے کہیں زیادہ سخت تھا جو اسلام نے بیان کیا ہے۔ (اشتہاری،۱۳۵۸،ص۵۰) توریت کی نگاہ میں حجاب کی رعایت واضح تھی اور مختلف طریقوں سے اس کی طرف اشارہ بھی ہوا ہے اور حجاب کو اس قدر اہمیت حاصل تھی کہ بعض مواقع پر مجرم خواتین کو تنبیہ یا سزا دینے کی غرض سے تھوڑی دیر کے لئے حجاب اتارنے کا حکم دیا جاتا تھا۔(توریت، سفر اعداد ، باب ۵، فقرہ ۱۸)۔

اس کے علاوہ بھی کتاب مقدس میں بہت سے مواقع پر عورت کو حجاب کی رعایت کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

یہودیت کے قوانین میں حجاب ایک فطری چیز ہے :

پاکیزگی کی طرف میلان و رجحان اور انسانی اقدار کا حصول ایک فطری امر ہے کہ جس کو تعلیم و تعلم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر انسان با عزت زندگی جینا چاہتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک چھوٹا بچہ جس کو ابھی اچھے برے کی بہت تمیز نہیں ہے وہ بھی اپنی بے عزتی کو پسند نہیں کرتا۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حجاب انسان کی شخصیت کے تحفظ کا ایک بہترین ذریعہ ہے اور اس کی طرف مائل ہونا ایک فطری امر ہے اور فرد و سماج کی سلامتی کے لئے بہت زیادہ اہمیت کا حامل رہاہے۔توریت میں جناب آدمؑ و حوا کی داستان میں ہم پڑھتے ہیں کہ : " اور جب عورت نے دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لئے بہتر، دیدہ زیب، دلپذیر اور علم میں اضافہ کرنے والا ہے تو اس درخت کا میوہ کھا لیا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور انھوں نے بھی کھایا اور تب ان دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور سمجھے کہ وہ عریاں ہو گئے ہیں پھر انھوں نے انجیر کے پتوں کو اپنے اوپر لگا کر خود کو چھپایا" مزید لکھا ہے کہ : " خدا وند عالم نے آدم اور ان کی بیوی کے لئے چھلکے کے کپڑے بنائے اور انھیں پہنائے " (توریت، سفر پیدائش، باب ۳، آیات ۶،۸،۲۰،۲۱)

قرآن مجید میں اس داستان کو اس طرح بیان کیا گیا ہے "فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ "(سورہ اعراف،آیت ۲۲) پس جب آدم و حوا نے اس شجرہ ممنوعہ سے کھایا تو ان کے کپڑے اتر گئے (اور ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوگئیں)تو جلدی سے انھوں نے جنت کے درختوں کے پتوں سے خود کو ڈھانپ لیا۔توریت میں اس طرح آیا ہے کہ :" حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھوڑی دیر رکنے کے بعد جو آخرت کے دنوں میں سے آدھا دن تھا ہندوستان میں کوہ " نوذ" اور جناب حوا جدہ میں آگیئں اور یہ جدائی جب وصال کو پہنچی تو یہ لوگ برہنہ تھے۔خدا وند عالم نے حکم دیا کہ جنت سے جو ان کو آٹھ جوڑے بھیڑیں دی گئ تھیں ان میں سے ایک کو ذبح کریں۔پھر حوا نے اس کے اون سے دھاگا بنا کر جناب آدمؑ کے لئے ایک جبہ(بلند کپڑا) اور ایک پیراہن و اسکارف بنایا اور اس طرح پہلے انسان کا جسم چھپایا گیا اور عریانیت اور شرمندگی سے نجات پائی۔(حوالہ سابق)

مذکورہ روایت کو نقل کرنے کے بعد بعض اہل قلم لکھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے بھی حجاب و نقاب تھا اور انسان ابتدائے خلقت سے ہی حتی آسمانی شریعتوں کے آنے سے پہلے سے اس کی رعایت کرتے تھے اور بعض دوسرے تو حجاب و پردہ کا سرچشمہ خود انسان کے وجود کی ساخت و ساز کو ہی بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس کی فطرت کا تقاضہ ہے۔(حوالہ سابق )

لیکن اس بات کے پیش نظر کہ انسان ذاتا اچھائیوں کو پسند کرتا ہے لہٰذا حجاب کو پسند کرنا بھی ایک فطری امر ہے اسی وجہ سے عورتیں ہر دور میں حجاب کے ساتھ رہتی تھیں اور حجاب کو ہمارے آئمہ علیہم السلام نے بھی بہت زیادہ اہمیت دی ہے اسی لئے بزرگان اسلام کی سیرت کا یہ اہم حصہ رہا ہے جو صدر اسلام سے لے کر آج تک جاری ہے۔

پس حجاب محدودیت نہیں ہے بلکہ ایک فطری امر ہے جو عورت کی عزت افزائی اور وقار کا ذریعہ ہے اس لئے کہ عفاف و حیاء ہی وہ ذریعہ ہے جس سے عورت خود کو مردوں کے مقابلہ میں اہمیت کی حامل بنا سکتی ہے اور اپنے مقام کا تحفظ کر سکتی ہے۔(شہید مطہری ،۱۴۲۰ھ، ص ۷۸)۔

حقیقت کے متلاشی ہر زمان و مکان میں حقائق کو دیکھتے ہیں اور حقیقت ہی سوچتے ہیں۔اور یہ ایک حقیقت ہے کہ گرمی کے دنوں میں جرائم اور اس کے آثار زیادہ دیکھنے کو ملتے ہیں بہ نسبت سردیوں

کے۔اکثر ماہرین اس کی وجہ گرمیوں میں حجاب نہ ہونے یا کم ہونے کو بتاتے ہیں( یعنی عریانیت سرچشمہ جرائم ہے )کہ لہٰذا یہ کہنا کہ عورت کی پاکیزگی کا تعلق اس کے لباس سے نہیں ہے بلکہ دل کو پاک و صاف ہونا چاہئے ، چادر و حجاب اکثر مردوں کو جستجو اور تحریک پر مجبور کرتی ہے ’’اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَامُنِعَ ‘‘۔یعنی انسان کو جس چیز سے منع کیا جاتا ہے وہ اسی کی ٹوہ میں رہتا ہے۔ یہ بات بالکل منطقی اور عقلی نہیں ہے۔(حوالہ سابق )

مشہور کامیڈین چارلی چاپلین جو ایک غیر مسلمان ہے اپنی بیٹی جاکلین کو ایک خط میں بد حجابی اور عریانیت کو سماج کی عورتوں کی بد بختی اور ذلت کا سبب بتایا ہے اور حجاب کی رعایت کو فساد و تباہی کے سد باب کے لئے بہترین اور موثر ذریعہ قرار دیتا ہے یہاں ہم اس کے خط کے کچھ اقتباسات کو نقل کرتے ہیں :

( جاکلین ) بیٹی مجھے معلوم ہے کہ تیرا کام بہت سخت ہے۔اسکرین پر تیرے جسم پر تھوڑے سے باریک ریشمی کپڑے کے ٹکڑوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ ہنر کے لئے برہنہ اور عریاں کیمرے کے سامنے جایا جا سکتا ہے (البتہ ان کی نظر میں ) اور لباس پہن کر پاک و پاکیزہ واپس آیا جا سکتا ہے لیکن دنیا کا کوئی شخص اور کوئی چیز بھی اس بات کی لیاقت نہیں رکھتی کہ جس کے لئے کوئی لڑکی اپنے پیروں کے ناخن کو بھی عریاں کرے۔(مہدی زادہ، ۱۳۸۱، درپاورقی سوال اول ،ص ۵)۔

وہ مزید لکھتا ہے : " عریانیت ہمارے زمانہ کی بیماری ہے اور میں بوڑھا ہوں اور شاید میری باتیں مضحکہ خیز معلوم ہوں لیکن میرے خیال میں تیرا جسم اس کے لئے عریاں ہونا چاہئے کہ تم جس کی عریاں روح کو دوست رکھتی ہو(حوالہ سابق )۔

**عیسائی شریعت اور حجاب**

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ عفاف و حجاب ایک فطری امر ہے اور انسان کی اجتماعی حیاء کے لیے اس کا ہونا ضروری ہے اور اس کو الٰہی ادیان میں ایک مقام حاصل ہے۔ چنانچہ انجیل میں آیا ہے کہ:

پولس اپنے رسالہ میں قدنتیوں کو تصریح کرتا ہے کہ " میں چاہتا ہوں کہ تم اس بات کو جان لو کہ جس مرد نے بھی شرکت کو ڈھانک کر دعا کی اس نے سر کو رسوا کر دیا لیکن جس عورت نے سر برہنہ دعا کی اس نے اپنے سر کو رسوا کر لیا کہ اگر اس نے اپنے سر کو نہیں ڈھانپا تو اس کے سر کو مونڈ دینا چاہئے کہ عورت کے لئے سر کا مونڈنا قبیح ہے اس لئے اس کو سر چھپانا چاہئے۔ مرد کو اپنا سر نہیں چھپانا چاہئے کہ وہ خدا کی صورت و جلال ہے ، لیکن عورت مرد کی جلال ہے اس لئے کہ مرد عورت سے نہیں ہے بلکہ عورت مرد سے ہے نیز مرد کو عورت کے لئے خلق نہیں کیا گیا ہے بلکہ عورت کو مرد کے لئے خلق کیا گیا ہے۔ انصاف سے کام لو کیا یہ مناسب ہے کہ عورت برہنہ سر خدا کے سامنے دعا کرے۔ (سفر پیدائش، باب ۱۱، آیت ۱۴-۳)۔

توجہاں دعا میں عورت کے لئے سر کو ڈھانپنا ضروری ہے وہیں نا محرم کے سامنے اس کے سر کا چھپا ہونا زیادہ ضروری و لازم ہے۔

حق یہ ہے کہ عیسائیت نے نہ صرف یہ کہ یہودیت کے احکام شریعت کو منسوخ نہیں کیا بلکہ اس کے سخت قوانین کو جاری رکھا۔ ( معین الاسلام، ۱۳۸۶، ص ۱۹) اس لئے عیسائیت نے کسی بھی قسم کی شہوت انگیزی اور جنسی تحریک کے اسباب کو ختم کرنے کے لئے عورت کو شدت سے مکمل حجاب کی رعایت اور کسی بھی قسم کے میکپ سے پرہیز کی دعوت دی ہے۔

عیسائی عورتوں کی عملی سیرت کے سلسلہ میں لاروس انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے: عیسائی مذہب نے عورتوں کے لئے پردہ کو باقی رکھا اور جب یہ یورپ میں پہنچا تو اس کی قدر کی گئی۔ عورتیں گلیوں میں اور عبادتوں کے وقت پردہ کرتی تھیں۔ قرون وسطی بالخصوص نویں صدی میں پردہ کا رواج تھا ، ان کا پردہ ان کے شانوں کو چھپا لیتا تھا اور تقریبا زمین تک پہنچ جاتا تھا اور یہ طریقہ تیرہویں صدی تک باقی رہا۔ (مہذب شیرازی ، زن و آزادی ، ص ۶۵)۔

ویل ڈورانٹ بھی عیسائی عورتوں کے عملی سیرت کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ " عورتوں کے پیر کی پنڈلیاں ملاء عام میں نہیں دکھائی دیتی تھیں، فوجی تقریبات میں عورتوں کے لباس ایک اہم موضوع رکھتے تھے اور کارڈینلس (cardinals) عورتوں کے کپڑوں کی لمبائی کو معین کرتے تھے۔ جس وقت

عیسائی علماء نے چادر و نقاب کو عیسوی اخلاقیات کے ارکان میں شمار کیا تو عورتوں نے ریشمی اور زربفت چادریں بنائیں۔ ( ویل ڈورانٹ ۱۳۹۱، جلد۴، ص۷۵۷)۔

عیسائیوں اور یورپ کی عورتوں کی جو تصاویر ملی ہیں ان سے خواتین کے مکمل حجاب کی وضاحت ہوتی ہے۔ ( براون و اشنایدر ،۹۷۹ا، ص ۱۱٦)۔

شریعت خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں حجاب واجبات اور ضروریات دین میں سے ہے جس کے سلسلہ میں سورہ نور کی آیات ۲۷۔۳۱۔ ۳۳ اور سورہ احزاب، آیت ،۵۹۔ وارد ہوئی ہیں۔ حتی کہ گھر کے اندر بھی حجاب و حیاء کا خیال رکھا گیا ہے۔ چنانچہ نزول قرآن سے پہلے لوگ ایک دوسرے کے گھروں میں یونہی چلے جایا کرتے تھے اور کم سے کم رشتہ داروں اور اقرباء میں یہ چیز عام تھی۔ اس سلسلہ میں مرحوم طبری اس طرح نقل کرتے ہیں کہ " انصار کی ایک عورت پیغمبر اسلام(ص) کی خدمت میں آئی اور عرض کی یا رسول اللہ گھر میں بعض اوقات ایسے حالات ہوتے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ہم کو اس حالت میں دیکھے حتی کہ ہمارے باپ یا بیٹے۔ لیکن وہ لوگ ہمارے کمروں میں آ جاتے ہیں اور ہمیں اس سے کراہت معلوم ہوتی ہے۔اس موقع پر سورہ نور کی آیت ۲۷ نازل ہوئی:" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (۲۷) " اے ایمان والو! خبردار اپنے گھروں کے علاوہ کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا جب تک کہ صاحب خانہ سے اجازت نہ لے لو اور انھیں سلام نہ کر لو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے شاید تم اس سے نصیحت حاصل کر سکو۔ (طبری، ۱۴۰۰ھ، جلد۱۰، ص ۱۱۰)۔ اس شان نزول کو بہت سے مفسرین نے نقل کیا ہے جس سے عورتوں کی اجتماعی حیثیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ گھر کے اندر بھی اس کی عفت و پاکدامنی اور احترام کا خیال رکھا گیا ہے۔اسی طرح سورہ نور کی آیت ، ۳۱ ، ۳۳۔سورہ احزاب کی آیت ۵۹ وغیرہ نیز بہت سی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو چاہئے کہ ان کے کپڑے ڈھیلے اور بڑے ہوں اور وہ اپنے سر وسینہ کو چھپا کر رکھیں اس طرح کہ ہوس باز اور بیہودہ لوگوں کی چھیڑ چھاڑ کا شکار نہ ہوں۔ مختلف تفاسیر میں سوائے

چہرے اور گٹے تک ہاتھوں کے تمام بدن کو چھپانے کے سلسلہ میں علماء کا اتفاق نظر ہے۔اس طرح اسلام میں بھی حجاب کا ایک اہم مقام ہے۔

## اسلامی حجاب اور دوسرے ادیان کے حجاب میں فرق

اسلامی حجاب اور دوسرے ادیان کے حجاب میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام نے عورت کے لئے پردہ واجب قرار دیا ہے البتہ اس بات کے خیال کے ساتھ کہ اس میں افراط و تفریط یا ایسی لاپرواہی نہ ہو کہ جو سماج کے لئے نقصان دہ ہو۔اسلامی حجاب عیسائی علماء کی طرح عورت کو گھر میں قید کرنے ، پردہ نشینی اور اجتماعی مسائل سے دور کر دینے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ اس معنی میں ہے کہ عورت غیر مردوں کے سامنے اپنے سر کے بال اور جسم کو چھپا کر رکھے اور جلوہ گری اور خود نمائی سے پرہیز کرے تاکہ سماج میں جنسی خواہشات نہ بھڑکے بلکہ خانوادہ کے اندر یہ خواہشات جائز طریقے سے پوری ہو اور فساد نہ پھیلے۔

دیگر ادیان کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتاہے کہ دوسرے مذاہب میں حجاب اسلام کی بہ نسبت زیادہ شدید اور سخت تھا۔جیسے چہرے کا چھپانا۔اگر چہ زرتشت کے زمانہ میں یہ رائج نہیں تھا لیکن ان کے بعد زرتشتیوں میں چہرہ چھپانا بھی رائج ہو گیا لیکن جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے چادر اور پوشیہ (چہرہ کا نقاب)عیسائیت اور یہودیت کے اخلاقی اصول میں سے تھا جبکہ اکثر اسلامی فقہاء کی نظر میں چہرہ چھپانا واجب نہیں ہے۔دین زرتشت میں عورت کا حیض کے زمانہ میں مکمل گوشہ نشین ہو جانا، دین یہود میں جس عورت کی آواز گلی میں آ جائے اس عورت کو طلاق دینے کا حق مرد کو ہوتا وہ بھی بنا مہر ادا کئے، چادر اور پوشیہ کا مذہب عیسائی میں ایک رکن کی حیثیت رکھنا اور ان کی کتاب مقدس میں اس کا صراحت سے ذکر ہونا اور کلیسا میں غیر مردوں کے سامنے خاموشی کا واجب ہونا یہ سب چیزیں ہمارے مدعیٰ کی بہترین گواہ ہیں۔لہٰذا اسلام نے نہ صرف یہ کہ اس طرح حجاب کا قانون نہیں بنایا بلکہ اس سلسلہ میں افراط و تفریط کے سدباب کے ساتھ اس کی قانونی حیثیت کو منظّم بھی کیا ہے اور اس کو ایک متعادل، صحیح اور عورتوں کی انسانی فطرت اور مرد کی غیرت مندی کے مناسب پیش کیا۔

لہٰذا ان تمام گفتگو سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ " وہ حجاب جو خدا وند عالم نے ہم مسلمانوں کے لئے لازم قرار دیا ہے وہی حجاب تمام ہی ادیان میں بھی خدا وند عالم کے منظور نظر رہا ہے کہ جس کے سلسلہ کی آیات سورہ نور و احزاب وغیرہ میں آئی ہیں لیکن ہر امت میں ہونے والی مخالفتوں کی وجہ سے اس میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہی ہیں، چنانچہ وہ آیات حجاب جو سورہ نور و احزاب میں ہیں وہ توریت و انجیل کی آیات حجاب سے زیادہ مختلف نہیں ہیں جبکہ مفہوم کے اعتبار سے سب ایک ہی ہیں۔اور تمام آیات میں خدا وند عالم نے عورت کے لیے خاص اہمیت کا اہتمام کیا ہے"۔

اس خدا کا شکر جو یہ چاہتا ہے کہ عورت کو ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکھے بالکل اسی طرح جس طرح ایک موتی صدف میں محفوظ رہتا ہے ، اس نے عورتوں کے لئے حجاب قرار دیا تاکہ ان کی عفت ،پاکدامنی اور وقار و احترام برقرار رہے اور وہ سماج کی ایک باعزت اور پر وقار شخصیت بن کر رہیں۔

حوالہ جات

الف) فارسی


۱۔ابو الفتح الجرجانی، سید امیر، (۱۳۶۲)، تفسیر شاہی (آیات الاحکام)، نوید تہران۔

۲۔ابوالفتوح رازی، حسین بن علی، (۱۳۷۶)، روض الجنان وروح الجنان فی تفسیر القرآن، آستان قدس، مشہد رضوی۔

۳۔ترکاشوند، امیر حسین، (۱۳۸۹)، حجاب شرعی در عصر پیامبر، بی نا، تہران

۴۔ جعفری ھر نامدی، محمد (۱۳۹۳)، زن در اسلام وجاہلیت، نوگل، تہران

۵۔ دورانت، ویل وآریل، (بی تا) ،تاریخ تمدن، ترجمہ محسن اشعریون، بی جا: شرکت انتشارات علمی وفرہنگی۔

۶۔ عابدین، میر حسین (۱۳۸۱)، عوامل موثر در تغییر حکم، مجلّہ متین ۱۵و۱۶، سایت حوزہ،۸۹/۱/۲۹

۷۔قرشی، سید علی اکبر، (۱۳۱۲)، قاموس قرآن، دار الکتب الاسلامیہ، تہران

۸۔ لعل نہرو، جواہر، (۱۳۸۶)، نگاہی بہ تاریخ جہان، ترجمہ معمود تفضلی، امیر کبیر، تہران

۹۔ مکارم شیرازی، ناصر (۱۳۷۴)، تفسیر نمونہ، دار لکتب الاسلامیہ، تہران

۱۰۔ واعظی، محمد (۱۳۹۲)، وضعیت زن در جاہلیت، انتشارات سایت خبر گذاری فارس، ۹۲/۲/۷

ب) عربی:

۱۔ ابن منظور، جمال الدین محمد ابن مکرم، (۱۴۱۴)، لسان العرب، دار لفکر، بیروت

۲۔ اردبیلی، احمد بن محمد (مقدس اردبیلی)، (بی تا) زبدہ البیان فی احکام القرآن، مکتبہ المرتضویہ، تہران

۳۔ اردبیلی، احمد بن محمد (مقدس اردبیلی، (۱۴۰۳)، مجمع الفائدہ والبرھان وشرح الأذھان، انتشارات اسلامی، قم

۴۔ مجلسی (علامہ)، محمد باقر، (۱۴۰۳)، بحار الانوار، دار الأحیاء الثرات، بیروت

۵۔ البحرانی، شیخ یوسف، (بی تا)، الحدائق، نشر اسلامی، قم

۶۔ الجصاص، ابی بکر احمد بن علی الرازی، (۱۴۱۵)، احکام القرآن، دار لکتب العلمیہ، بیروت

۷۔ الدارمی، عبداللہ بن بہرام، (۱۳۴۹)، سنن الدارمی، الاعتدال، دمشق

۸۔ زمخشری، (بی تا) تفسیر، الزمخشری الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، بی جا: بی نا

۹۔ سجستانی، سلیمان ابن اشعث، (بی تا) ، سنن ابی داود، دار العربیہ، بیروت

۱۰۔ السیوطی، جلال الدین، (۱۳۶۵)، الدار المنثور، دار الفکر، بیروت

۱۱۔ سیوری، فاضل مقداد بن عبداللہ، (۱۳۹۳)، کنز العرفان، ترجمہ عقیق بخشایشی، نوید الاسلام، قم

۱۲۔ شریف رضی، (بی تا) ، نہج ابلاغہ ،الحسنون، بی جا۔

۱۳۔ شہید اول، محمد بن جمال الدین مکی العاملی، (بی تا) القاعد والفوائد، مکتبہ المفید، قم

۱۴۔ طباطبائی، علامہ سید محمد حسین، (بی تا) ،المیزان فی التفسیر القرآن، قم: موسسہ نشر اسلامی حوزہ علمیہ

۱۵۔ طبرسی، حسن (۱۴۱۵ھ)، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، موسسہ الاعلمی، بیروت

۱۶۔ عاملی شہید ثانی، زین الدین بن علی، (۱۴۱۲۰)، الروضہ البہیہ (شرح لعمہ) ، داوری، قم

۱۷۔ عاملی، شہید ثانی، زین الدین بن علی، (۱۳۸۰)، الروضہ البہیہ (شرح لعمہ)، دار التفسیر اسماعیلیان، قم

۱۸۔ عاملی، الحر، (بی تا)، وسائل الشیعہ (الاسلامیہ) ، دار الحیاء التراث العربیہ، بیروت

۱۹۔ علی، جواد، (بی تا) المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، بی جا: بی نا

۲۰۔ خوئی، سید ابو القاسم، (۱۳۷۱)، مصباح الفقاھہ، مکتبہ داوری، قم

۲۱۔ مغنیہ، محمد جواد، (۱۴۲۱)، الفقہ علی المذاہب الخمسہ مغنیہ، دار الجواد، بیروت

۲۲۔ مغربی، قاضی نعمان، (۱۳۸۵)، دعائم الاسلام، آل بیت، قم